حضور اکرم ﷺ کی تریسٹھ سالہ حیاتِ طیبہ پر

ایک نظر

از: مولانا عبدالرزاق القاسمی
خادم التدریس جامع مسجد، امروہہ

پیدائش اور نشو ونما

امام الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش یتیمی کی حالت میں واقعۂ فیل کے تقریباً پچاس دن بعد، مشہور قول کے مطابق ۱۲/ربیع الاوّل مطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء بروز پیر موسم بہار میں ہوئی(۱)۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد اور والدہ نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پا کر احمد رکھا۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دن تک اپنا دودھ پلایا، اس کے بعد آپؐ کے چچا ابولہب کی باندی ثویبہ نے آپ کو چند دن دودھ پلایا، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسال پورے ہونے تک آپ کو دودھ پلایا، دوسال پورے ہونے پر آپ کا دودھ چھڑادیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال تھی کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا(۲) اور جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب بھی دنیا سے پردہ فرماگئے۔(۳)

ملک شام کا سفر اور بحیرہ راہب سے ملاقات

بارہ سال دو ماہ کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی ہمراہی میں تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف پہلا سفر کیا۔ راستے میں یہودیوں کے ایک بڑے عالم بُحیرہ راہب سے ملاقات کے بعد ابوطالب نے آپ کو واپس مکہ بھیج دیا، ۱۵سال سات ماہ کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ قریش اور ایک دوسرے قبیلہ قیس کے درمیان ہونے والی جنگ (حرب الفجار) میں حصہ لیا(۴)، لیکن اس لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر ہاتھ نہ

اُٹھایا، اس جنگ کے بعد عرب کے چند قبائل نے ان جنگوں سے تنگ آکر یہ معاہدہ کیا کہ آئندہ قبائلی عصبیت سے بالاتر ہوکر صرف مظلوم کی مدد کی جائے گی، اس معاہدے کو ’’حلف الفضول‘‘ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرماتے ہوئے اس میں شرکت فرمائی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۱۵ سال آٹھ ماہ تھی۔ ۲۳ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامان کو تجارت کی غرض سے ملک شام لے کر گئے اور اس میں خوب نفع کماکر واپس ہوئے۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح اور اولاد:

پچیس سال دو ماہ کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں، آپؐ کی اولاد میں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سب سے پہلے ہوئی، یہ پاؤں پر چلنا سیکھ رہے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ دوسرے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، انہی کا لقب طیب وطاہر ہے، پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ان کا بھی انتقال ہوگیا، ان کی ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد ہوئی۔

جب آپ کی عمر ۳۰ سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آپ کی بڑی بیٹی حضرت زینبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی، ان کا نکاح مکہ میں ہی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ہوا، جب آپ کی عمر ۳۳ سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی، جن کا نکاح مکہ میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ سے ہوا، آپ کی تیسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جن کا نکاح مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد ۳ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تھا۔ نبوت ملنے کے بعد جب آپ کی عمر ۴۱ سال تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی، ان کا نکاح مدینہ میں غزوۂ بدر کے بعد ذوالحجہ سنہ ۲ھ میں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تیسرے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، سترہ ماہ کی عمر پاکر ۱۰ھ میں ان کی وفات ہوگئی۔

تقریباً ۳۴ برس کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیبی اسرار کا ظہور شروع ہوا۔ ۳۵ سال کی

عمر میں آپ نے قبائل کے سب منتخب افراد کے ساتھ کعبہ کی از سر نو تعمیر کے دوران حجر اسود کی اپنے ہاتھ سے تنصیب کی۔

خلعت نبوت

۹ ربیع الاوّل مطابق ۱۴ فروری ۶۱۰ء کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس برس ایک دن تھی تو باضابطہ طور پر آپ کو اللہ رب العزت نے خلعتِ نبوت کے ساتھ ممتاز ومشرف فرمایا۔ بعثت نبوی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد سے شروع ہونے والا زمانہ) کے پہلے سال نمازیں فرض کر دی گئیں، اٹھارہ رمضان المبارک کو جب آپ کی عمر چالیس سال چھ ماہ چھ دن ہوئی تو آپ پر قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا۔

تبلیغ کی ابتداء اور مشکلات

نبوت ملنے کے تین سال بعد تک آپ خفیہ تبلیغ فرماتے رہے، جس کے نتیجے میں ۳۰ سے زائد افراد مسلمان ہوگئے، تین سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ علی الاعلان شروع کر دی، جس کے نتیجے میں کفار مکہ جو اس وقت بیت اللہ میں رکھے بتوں کو پوجا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن بن کر آپ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تکلیفیں پہنچانے لگے، ان کفار مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے پانچویں سال اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم و دیگر اقارب کو جو تقریباً گیارہ مرد اور چار عورتوں پر مشتمل پندرہ افراد تھے، ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا (۵)۔ (تین ماہ بعد اس اطلاع پر کہ اہل مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے، ان میں سے کچھ افراد مکہ واپس آگئے، یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ اطلاع جھوٹی تھی) بعثت کے چھٹے سال حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسلام لے آئے (۶) تو لوگ اعلانیہ اسلام میں داخل ہونے لگے، اسلام کی روز بروز بڑھتی ہوئی شان سے خوفزدہ ہوکر کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے مکمل مقاطعہ کے لیے ایک عہدنامہ (۷) لکھ کر بیت اللہ میں لٹکا دیا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے ساتویں سال ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں اپنے تمام اقرباء ورفقاء سمیت مقید کر دیے گئے (۸)، ان سخت حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک مرتبہ پھر ملکِ حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے فرمایا، جن میں تراسی مرد اور بارہ عورتیں شامل تھیں، تین سال بعد اس شدید محاصرے کا خاتمہ ہوا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً ۴۹ سال سات ماہ ہوئی تو ماہ شوال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب وفات پاگئے اور اس کے صرف تین دن بعد ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی انتقال ہوگیا؛ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) فرمایا۔

سفرِ معراج

اسی سال ماہ رجب کی ستائیسویں شب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے سفر پر تشریف لے گئے (۹) اور اسی سفر میں پانچوں نمازیں فرض کی گئیں (۱۰)۔ جب اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں اسلام کی اشاعت کا فیصلہ فرمالیا تو قبیلہ اوس کے چند آدمیوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں ملاقات ہوگئی اور ان میں سے دو آدمی اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ذکوان بن عبدقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ بعثتِ نبوی کے گیارہویں سال کچھ اور آدمی مدینہ سے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور ان میں سے تقریباً آٹھ افراد مسلمان ہوئے (۱۱)۔ بعثت نبوی کے بارہویں سال جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۲ سال تھی، ماہ ذوالحجہ میں جمرہ عقبہ کے قریب مدینہ سے آئے ہوئے تقریباً بارہ افراد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے (۱۲)، اگلے سال جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے تریپنویں سال میں تھے تو ماہ ذی الحجہ میں مدینہ طیبہ سے ایک بڑا قافلہ مکہ معظّمہ پہنچا، جن میں ستر مرد اور دو عورتیں شامل تھیں (۱۳)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف شب کے وقت جمرۂ عقبہ کے قریب ان سے ملاقات کی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ سے آئے ہوئے ان حضرات سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: یہ میرا بھتیجا ہے جو ہمیشہ اپنی قوم میں عزت وحفاظت کے ساتھ رہا ہے، تم ان کو مدینہ لے جانا چاہتے ہو۔ اگر ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کا ذمہ لے سکتے ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ ان کو اپنے قبیلہ میں رہنے دو۔ اس مدنی قافلہ کے سردار نے کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں، اے اللہ کے رسول اپنا دست مبارک دیجیے کہ ہم بیعت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا اور یہ سب لوگ بیعت نبوی سے مشرف ہوئے، اس بیعت کو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں (۱۴)۔

ہجرت

پھر اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کی ستائیسویں شب کو مکہ سے حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور روانہ ہوکر غارثور پہنچے (۱۵) اور اس غار میں تین راتیں قیام کرنے کے بعد یکم ربیع الاوّل ایک ہجری (وہ زمانہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت سے شروع ہوا) بروز پیر (۱۶) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً باون سال گیارہ ماہ انیس دن تھی، مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے، سات دن کے سفر کے بعد ۸/ربیع الاوّل سنہ ۱ھ مطابق ۲۳/ستمبر ۶۲۲ء بروز پیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے علاقے قبا پہنچے اور یہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی (۱۷)۔ ۱۲/ربیع الاوّل بروز جمعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے سوار ہوکر بنی سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہوگیا، یہاں تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پہلا جمعہ پڑھایا (۱۸)۔ جمعہ سے فارغ ہوکر آپ یہاں سے روانہ ہوئے، جہاں اب مسجد نبوی ہے اس سے متصل حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا، یہاں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی رک گئی، پھر آپ نے مستقل یہیں قیام فرمایا (۱۹)۔

مسجد، مدرسہ اور ازواجِ مطہرات کے حجروں کی تعمیر

مدینہ میں قیام کے بعد ماہ ربیع الاوّل میں ہی سب سے پہلے آپ نے مسجد نبوی (۲۰) اور ازواج (۲۱) مطہرات حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے گھر تعمیر کرائے۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر تقریباً مکمل ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور مکہ سے ہجرت کرکے آنے والے ۴۵ مہاجرین اور ان انصار مدینہ کے مابین مواخات قائم کرتے ہوئے ایک انصاری اور ایک مہاجر کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی (۲۲) ہو، اور پھر آپ نے اسی سال اسلام کا پہلا مدرسہ صفہ قائم فرمایا۔ صفہ سائبان کو کہتے ہیں، یہ سائبان مسجد نبوی کے ایک کنارے پر مسجد سے ملا ہوا تیار کیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو دن بھر آپ سے احادیث سنتے تھے، رات کو یہیں آرام فرماتے (۲۳)۔

اسی سال آپ نے ایک منشور تیار کیا جس میں مہاجرین و انصاری کے علاوہ ان یہود و مشرکین کو بھی شامل کیا گیا جو اس وقت مدینہ میں آباد تھے، جس کا مقصد بلا امتیاز مذہب وقوم کے اندرونی و بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لیے ایک اتحادی عمل کی ترویج تھی، اس معاہدہ کو میثاق مدینہ کہا جاتا ہے (۲۴)، اسی سال ماہ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی (جن کا نکاح آپ سے پہلے ہوچکا تھا) رخصتی ہوئی (۲۵)۔ اس سال آپ نے دو سریّے روانہ فرمائے، سریہ جہاد کے اس دستے کو کہا جاتا ہے جس میں آپ نے خود شرکت نہ فرمائی ہو، بلکہ اپنے کسی صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو اس دستے کا امیر مقرر کرکے روانہ فرمایا ہو، خواہ جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہیں، نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ دستہ جنگ ہی کی نیت سے روانہ کیا گیا ہو۔

غزوات اور دعوتی خطوط

۲ھ میں پانچ غزات ہوئے، غزوہ اس چھوٹے یا بڑے لشکر کو کہتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں، خواہ اس سفر میں جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو اور خواہ اس لشکر کے پیش نظر جنگ کے علاوہ کوئی اور مقصد ہو، غزوہ ابوا جس کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ غزہ بواط، غزوہ بدر کبریٰ، غزہ بنی قینقاع، غزہ سوید۔ اس سال کے غزوات میں سب سے اہم غزوۂ بدر ہے جو رمضان (۲۶) المبارک کی ۱۸ تاریخ کو بدر کے مقام پر (جو مدینہ سے ۸۰ میل دور ہے) وقوع پذیر ہوا (۲۷)۔ اب تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر پندرہ شعبان ۲ھ نماز ظہر کے دوران اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی طرف مسلمانوں کو منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم فرمایا (۲۸)۔ اسی سال (۲۹) یکم رمضان المبارک کو روزے فرض کیے گئے اور آپ نے یکم شوال کو نماز عیدالفطر پڑھائی اور خطبہ عبدالفطر میں لوگوں کو صدقۃ الفطر (۳۰) کا حکم دیا۔

۳ھ میں تین غزوات ہوئے: غزوۂ غطفان، غزوۂ احد، غزہ حمرأالاسدا (۳۱) اور دو سریّے روانہ ہوئے، غزوہ احد اس سال کا سب سے اہم غزوہ ہے جو ماہ شوال (۳۲) میں وقوع پذیر ہوا۔ ماہ شعبان میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں اور اسی سال ماہ رمضان میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کی منکوحہ (۳۳) بنیں۔ کعب بن اشرف یہودی کا خاتمہ (۳۴)، سود خوری کی حرمت کا ابتدائی حکم، شراب (۳۵) کی ابتدائی حرمت کا حکم، یتیموں اور زوجین کے حقوق سمیت وراثت کے مفصل قوانین کا نزول بھی اسی سال ہوا۔ ۴ھ میں دو غزوات پیش آئے: غزوہ بنی النضیر، غزوہ بدر صغریٰ اور چار سریّے روانہ کیے گئے (۳۶)۔ اس سال کے اوائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو صرف چار ماہ قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی تھیں) انتقال فرماگئیں۔ یکم ذی القعدہ بروز جمعہ کو پردے کا حکم نازل ہوا، شراب کی قطعی حرمت کا حکم بھی اسی سال دیا گیا۔ نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی سال ماہ جمادی الثانیہ میں آپ کے عقد میں آئیں (۳۷)۔

سنہ ۵ھ میں چار غزوات ہوئے: غزوہ ذات الرقاع، غزوہ دومتہ الجندل، غزوہ

مریسیع (۳۸) جس کوغزوہ بنوالمصطلق بھی کہا جاتا ہے اور غزوۂ خندق جوزیادہ مشہور اور اہم ہے۔ غزوۂ بنوالمصطلق سے واپسی پر تیمّم کا حکم نازل ہوا، اسی سال ماہ شعبان میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور اسی سال حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ بھی آپ کی منکوحہ بنیں۔

۶ھ میں تین غزوات پیش آئے، غزوہ بنی الحیان، غزوہ غابہ جس کو ذی قرہ بھی کہا جاتا ہے، غزوہ حدیبیہ جس کو صلح حدیبیہ بھی کہا جاتا ہے اور گیارہ سریّے بھی روانہ کیے گئے۔ اسی سال کے وسط میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور اسی سال کے اواخر میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی سال مسلمان ہوئے (۳۹) اور نیز اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو دعوتی خطوط لکھ کر اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعے ان تک پہنچائے (۴۰)۔ آپ نے وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہرقل نامی بادشاہ روم کے پاس بھیجا، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسریٰ خسرو پرویز کج کلاہ ایران کی طرف روانہ فرمایا اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ کو سلطان مصر و اسکندریہ (مقوقس) کی طرف بھیجا اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بادشاہان عمان یعنی جیفر اور عبداللہ کے پاس بھیجا۔

۷ھ میں صرف ایک غزوۂ خیبر ہوا اور پانچ سرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائے، غزوۂ خیبر کے بعد اس سال کے اوائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا (۴۱) اور اسی سال کے آخر میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں، اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمرہ کی جو صلح حدیبیہ میں چھوڑ دیا گیا تھا، قضاء فرمائی۔

۸ھ میں چار اہم غزوات پیش آئے۔ غزوہ موتہ، فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف اور دس سرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائے، ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب تک مسلمانوں کے دشمن تھے، اس سال اسلام لے آئے (۴۲)۔

۹ھ میں غزوہ تبوک ہوا اور آپ نے تین سرایا روانہ کیے.... غزوۂ تبوک سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی مسجد ضرار (جس میں جمع ہو کر وہ اسلام اور مسلمانون کے خلاف

مشورہ کرتے تھے) کو آگ لگا دینے کا حکم دیا۔اطراف عالم میں پھیلتی اسلام کی نشر واشاعت سے متاثر ہوکر اس سال درج ذیل دفود قبولِ اسلام کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے: وفد ثقیف، وفد بنی فزارہ، وفط بنی تمیم، وفد کندہ، وفد بنی عبدالقیس، وفط بنی حنیفہ، وفد بنی قحطان، وفد بنی الحارث، نیز اسی سال عیسائیوں کا ایک وفد جو ساٹھ افراد پر مشتمل تھا، جسے وفد نجران کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں ملا، یہ لوگ جب ایمان نہ لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جزیہ ادا کرنے کا حکم دیتے ہوئے ان کے لیے ایک صلح نامہ تحریر فرمایا(۴۳)۔

۱۰ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو سریّے روانہ فرمائے اور اسی سال ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اور جو مسلمان اس سال حج میں نہیں تھے، ان کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ تھی (۴۴)۔

حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات

۱۱ھ میں سفرِ حج کے بعد ۲۶ صفر ۱۱ھ بروز پیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ جہاد روم کے لیے تیار فرمایا، جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اکابر شامل تھے؛ مگر اس کے امیر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے، یہ وہ آخری لشکر تھا، جس کا انتظام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا، ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہوا تھا کہ ۲۸/صفر ۱۱ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار شروع ہوگیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض طویل اور سخت ہوگیا تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اجازت لے کر آخری ایام مرض میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رہنے لگے، رفتہ رفتہ مرض اتنا بڑھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تک بھی تشریف نہ لاسکتے، ایسی صورت حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں، تقریباً تیرہ دن متواتر یہ بخار رہا اور ۱۲/ربیع الاوّل بروز پیر بوقت چاشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کو بلند فرمایا: زبانِ قدسی سے اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے جسم اطہر سے روح انور پرواز کر کے عالمِ قُدس میں جاپہنچی، قمری سال کے مطابق اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۳ سال چار دن تھی (۴۵)۔انا للہ وانا الیہ راجعون

❀ ❀ ❀

حواشی:

(۱) الرحیق المختوم میں ۹ ربیع الاوّل کا قول اختیار کیا گیا ہے۔ ص ۸۳

(۲) مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواد میں آپ کا انتقال ہوا۔ الرحیق اختوم ص ۸۸
(۳) آٹھ سال دو مہینے دس سن کی عمر میں آپ کے دادا کا انتقال ہوا۔ الرحیق المختوم ص ۸۸
(۴) اس وقت آپ کی عمر پندرہ برس کی تھی۔
(۵) الرحیق المختوم ص ۱۴۱
(۶) الرحیق المختوم ص ۱۵۸ بحوالہ تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی صحیح البخاری باب اسلام عمر بن الخطاب
(۷) لکھنے والا بعض بن عامر بن ہاشم تھا۔ ص ۲۷۱، الرحیق المختوم، بحوالہ زاد المعاد
(۸) بائیکاٹ کی تفصیل صحیح بخاری باب اول النبی ﷺ ۲۱۶/۱ زاد امعاد ۴۶/۲ رحمۃ للعالمین ۹۷/۱ وغیرہ سے لی گئی ہے۔
(۹) الرحیق المختوم ص ۲۱۹
(۱۰) ص ۳۲۱
(۱۱) بدایہ والنہایۃ ۱۴۸/۳
(۱۲) سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۳۳۴
(۱۳) الحیق المختوم ص ۳۳۷ (۱۴) ص ۳۴۱، ۳۴۲
(۱۵) ص ۳۶۱ (۱۶) الرحیق المختوم ۳۸۷
(۱۷) زرقانی ص ۳۵۱ (۱۸) سیرۃ الخاتم النبیین ص ۴۰۱
(۱۹) زرقانی ص ۳۵۶، ۳۵۹ (۲۰) شرح زرقانی ج ۴۲۵/۲
(۲۱) شرح زرقانی ج :اص ۴۳۰ (۲۲) فتح الباری ج ۷ ص ۲۱۰
(۲۳) فتح الباری ج اص ۴۶۳ تا ۴۷۱ (۲۴) بدایۃ النہایہ ج ۳ ص ۲۳۴ وسیرت ابن ہشام ج اص ۸ ۱۷
(۲۵) فتح الباری ج اص ۴۵۹ تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۵۷ (۲۶) ج ۲ ص ۵ ۵
(۲۷) تاریخ طبری ملخص از ص ۴۷ تا ج ۲ ص ۲۷۱ (۲۸) ج اص ۴۶۲
(۲۹) تاریخ طبری ملخص ج اص ۴۷۱ (۳۰) ج اص ۴۷۱ و ۴۷۲
(۳۱) تاریخ طبری ملخص از ص ۱۷۳ تا ۲۵۶ (۳۲) بدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۹، ج ۲ ص ۱۸۵
(۳۳) فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۶ وطبری ج ۳ ص ۲۹ (۳۴) طبری ج ۲ ص ۲۵۷ از زرقانی ج ۲ ص ۹
(۳۵) فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۶، زرقانی ج ۲ ص ۶ (۳۶) طبری ج ۲ ص ۲۵۷ تا ج ۲۷۷
(۳۷) فتح الباری ج ۷ ص ۳۳۳، طبری ج ۳ ص ۴۲، ۴۳، ج ۲ ص ۲۷۸ (۳۸) الرحیق المختوم ص ۵۰۶
(۳۹) الرحیق المختوم ص ۵۴۴، تفصیلی ماخذ یہ ہیں فتح الباری ۴۳۹/۷، ابن ہشام ج ۲ ص ۳۰۸ وغیرہ
(۴۰) رحمۃ للعالمین ج اص ۱۷۱ (۴۱) ابن ہشام ج ۲ ص ۳۴۰ صحیح بخاری باب غزوہ خیبر
(۴۲) سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۶۳۳، رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۲۳۳
(۴۳) ابن ہشام ج ۲ ص ۵۴۳ اور کتب تفسیر ابتداء سورہ برأت
(۴۴) صحیح البخاری ج ۲ ص ۶۲۶، ابن ہشام ۵۰۱ تا ۵۰۳ رحمۃ للعالمین ج اص ۱۸۴
(۴۵) الرحیق المختوم ص ۳۴۷

❁ ❁ ❁